گیارھویں شریف

حقائق کی روشنی میں

پروفیسر فیاض کاوش

ناشر:
مسلم کتابوی گنج بخش روڈ دربار مارکیٹ لاہور

باسمہٖ سُبحانَہٗ وَ تعالٰی

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ

کتاب	....	گیارہویں شریف حقائق کی روشنی میں
مولف	....	پروفیسر فیاض احمد خان کاوش مرحوم
اشاعت	....	منگل ۲۵ ذی قعدہ ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۸ فروری ۲۰۰۱ء
صفحات	....	۱۶
سرورق	....	محمد رمضان فیضی
طابع	....	اشتیاق احمد مشتاق پرنٹرز لاہور
تعداد	....	۲۰۰۰
ناشر	....	مسلم کتابوی دربار مارکیٹ لاہور
کمپوزنگ	....	محمد آصف
قیمت	....	

ملنے کا پتا

مسلم کتابوی گنج بخش روڈ دربار مارکیٹ لاہور

حیاتِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ ایک نظر میں

اسم مبارک	سید عبدالقادر (الجیلانی رضی اللہ عنہ)
کنیت	ابو محمد (رضی اللہ عنہ)
ولادت	رمضان المبارک ۴۷۱ھ/ ۱۰۷۸ء
جائے ولادت	نیف، جیلان (ایران)
اسم والد ماجد	سید ابو صالح موسیٰ علیہ الرحمۃ
اسم والدہ ماجدہ	سیدہ اُمّ الخیر فاطمہ علیہا الرحمۃ
القاباتِ مبارکہ	غوث اعظم، محبوب سبحانی، محی الدین، پیر پیراں، غوث الثقلین
بغداد شریف میں آمد	۴۸۸ھ بعمر ۱۸ سال
وصال شریف	بغداد شریف، ۱۱ ربیع الاخر ۵۶۱ھ/ ۱۱۶۵ء
مرکز رشد و ہدایت	بغداد شریف (عراق)
تصانیف مبارکہ	غنیۃ الطالبین، الفتح الربانی، قصیدہ غوثیہ، فتوح الغیب، بشائر الخیرات وغیرہم
کتب برائے مطالعہ	بہجۃ الاسرار، قلائد الجواہر، تحفہ قادریہ، خلاصۃ المفاخر، سیرتِ غوث اعظم، سیرت غوث الثقلین وغیرہم

گیارہویں شریف
حقائق کی روشنی میں

گیارہویں شریف کی بابرکت، مقدس، مستحسن اور نُورانی و روحانی تقریب سیعد پیرانِ پیر،غوث دستگیر،قطب ربانی،محبوب سبحانی، قندیل نُورانی، ہیکل یزدانی حضرت ابو محمد محی الدین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ، کے عرس مبارک کے موقع پر ایصالِ ثواب اور حصولِ برکات کے لئے منعقد کی جاتی ہے اور عرب و عجم کے علمائے کرام، مشائخ عظّام اور سلف صالحین کا یہ معمول رہا ہے اور الحمد للہ یہ مبارک سلسلہ آج بھی دنیا بھر میں جاری و ساری ہے۔

لیکن وہ لوگ جو صراطِ مستقیم سے بھٹک چکے ہیں اور اولیاء اللہ پر طعن و تشنیع کرنا انہوں نے اپنا وطیرہ بنا لیا ہے اس مقدس محفل کو بھی حدفِ تنقید بناتے ہوئے بدعت سیۂ کا لیبل چسپاں کردیا ہے، چنانچہ ہمارے فاضل دوست، کہنہ مشق شاعر اور ادیبِ شہیر جناب پروفیسر فیاض احمد خان صاحب کاوؔش نے اس موضوع پر قرآن وحدیث، فقہ و تصوف اور متقدمین و متاخرین علماء و مشائخ کی تصانیف کی روشنی میں اظہار حقائق کیا ہے اور گیارہویں شریف کے ثبوت، امتیازی شان اور اہمیت و حقیقت پر مفصّل و مدلّل معلومات فراہم کی ہیں۔

امید ہے ان واضح دلائل کی روشنی میں شکوک و شبہات کے اندھیرے دور ہو جائیں گے۔

فقیر سید محمد امیر شاہ گیلانی

گیارھویں تاریخ کی تاریخی اہمیت:۔

قدرت کو ابتداء ہی سے دن دسواں اور رات گیارہویں محبوب و مرغوب رہی ہے۔چنانچہ رب تعالیٰ نے اپنے نبیوں اور ولیوں کو آزمانے اور پھر اعلیٰ مراتب سے نوازنے کے لئے اکثر یہی تاریخ منتخب فرمائی ہے چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ اسی تاریخ کو

حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی،

حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری،

حضرت ابراھیم علیہ السلام کے لیے آتشِ نمرود گلزار ہوئی،

حضرت یُوسف علیہ السلام نے کنوئیں سے نجات پائی،

حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں میں روشنی واپس آئی،

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں کو شکست دی اور دریائے نیل میں فرعون کا لشکر غرق ہوا،

حضرت یُونس علیہ السلام نے مچھلی کے بطن سے نجات پائی،

حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اپنے لختِ جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی پیش کی، (کنزالعمال جلد نمبر ۴ص ۲۲۷، ما ثبت بالسنۃ ص ۱۹،غنیۃ الطالبین ص ۶۲۱)

اور اللہ تعالیٰ کے محبوب کے محبوب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی جانِ عزیز کے ساتھ اپنے عزیز و اقارب کی جانوں کا نذرانہ اسی تاریخ کو رب تعالیٰ کے حضور پیش کیا۔

غریب و سادہ و رنگین ہے داستانِ حرم
نہایت اس کی حسین ابتداء ہے اسماعیل

اِسی تاریخی اہمیت کے سبب سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللّٰہ عنہ، آقائے دو جہان محمد مصطفےٰ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ختم شریف ہر ماہ اسی تاریخ کو دلواتے تھے، ایصال حق حاصل کرنے کے بعد یہی گیارہ تاریخ آپ کے عرس مقدس کے لیے بھی مخصوص ہوگئی۔

گیارہویں شریف کی ابتداء

علامہ امام یافعی قادری رحمتہ اللّٰہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

گیارہویں کی اصل یہ تھی کہ حضرت غوثِ صمدانی رضی اللّٰہ عنہ، حضور پُر نور صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے چالیسویں کا ختم شریف ہمیشہ گیارہ ماہ ربیع کو کیا کرتے تھے، وہ نیاز اتنی مقبول و مرغوب ہوئی کہ اس کے بعد آپ ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو حضور پاک صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ختم شریف دلانے لگے، آخر رفتہ رفتہ یہی نیاز خود حضرت غوثِ پاک کی گیارہویں شریف مشہور ہوگئی، آجکل لوگ آپکا عرس مبارک بھی گیارہ تاریخ کو کرتے ہیں حالانکہ آپ کی تاریخ وصال سترہ ربیع ہے۔ (قرۃ الناظرہ ص ۱۱)

گیارہویں شریف کی امتیازی شان

حُضور غوثِ پاک جس ذوق و شوق سے سرورِ کائنات صلی اللّٰہ علیہ وسلم کا عرس مقدس ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو منعقد فرماتے تھے اللّٰہ پاک نے اسے ایسا قبول عام عطا فرمایا کہ آپ کے وصال کے بعد خود آپ کے فاتحہ کے لئے بھی ہر ماہ کی گیارہ تاریخ مقبول ہوگئی۔ چنانچہ دیگر مشائخ کا عرس تو سال کے آخر میں ہوتا ہے لیکن غوثِ اعظم رضی اللّٰہ عنہ، کی یہ امتیازی شان ہے کہ بزرگان دین نے آپ کا عرس مبارک ہر مہینہ (کی گیارہ تاریخ) کو مقرر فرما دیا ہے۔ علامہ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی

رحمتہ اللّٰہ علیہ (متوفی ۱۰۵۱ھ) جو اس زمانہ کے علماء میں قرآن و حدیث کی زیادہ سمجھ رکھتے تھے، تحریر فرماتے ہیں۔ ہم اپنے سردار امام و عارف کامل شیخ عبدالوہاب قادری متقی قدس سرہ، کو حضرت غوثِ اعظم رضی اللّٰہ عنہ، کے یوم عرس (یعنی گیارہویں شریف) کی محافظت و پابندی فرماتے ہوئے دیکھا۔ علاوہ ازیں ہمارے شہروں میں ہمارے دیگر مشائخ کے نزدیک بھی گیارہویں شریف مشہور ومتعارف ہے۔ (ما ثبت بالسنۃ ص ۱۳۷)

گیارہویں شریف عرب و عجم میں

سرکار سیدنا غوثِ پاک کی گیارہویں شریف کی مبارک تقریب صرف پاکستان ہی میں مُروّج نہیں بلکہ اس کا اہتمام عرصہ دراز سے بزرگانِ عرب و عجم کرتے آئے ہیں جس کی شہادت ہندوستان میں سب سے پہلے علم حدیث کی اشاعت کرنے والے مُحدّث شیخ عبدالحق دہلوی رحمتہ اللّٰہ علیہ دیتے ہیں۔

بے شک ہمارے ملک (ہندوستان) میں آج کل غوثِ اعظم کی گیارہویں تاریخ مشہور ہے اور یہی تاریخ آپ کی ہندی اولاد و مشائخ میں متعارف ہے۔ علامہ عبدالوہاب متقی مکی رحمتہ اللّٰہ علیہ اسی تاریخ کو گیارہویں شریف کا ختم دلایا کرتے تھے اور ان کے مشائخ بھی۔ (مَا ثَبَتَ بِالسُّنَّۃِ ص ۶۸)

اِسی طرح شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللّٰہ علیہ جو کُل علماء ہند و پاک کے حدیث پاک کے استاذ ہیں، گیارہویں شریف سرکاری طور پر منانے کا ثبوت اس طرح پیش فرماتے ہیں۔

حضرت غوثِ پاک رضی اللّٰہ عنہ کے روضہ مبارک پر گیارہویں تاریخ کو بادشاہ اور شہر کے اکابر وغیرہ جمع ہوتے، نمازِ عصر کے بعد مغرب تک قرآن شریف کی

تلاوت کرتے اور سرکارِ غوثِ پاک کی شان میں قصائد اور منقبت پڑھتے، مغرب کے بعد سجادہ نشین درمیان میں تشریف فرما ہوتے اور ان کے آس پاس مریدین حلقہ بنا لیتے اور ذکر جہر شروع ہو جاتا، اسی حالت میں بعض پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی، اس کے بعد طعام شیرینی جو نیاز تیار ہوتی، تقسیم کی جاتی اور نماز عشاء پڑھ کر لوگ رخصت ہوتے۔ (فتاویٰ عزیزیہ)

اِسی طرح اورنگزیب عالمگیر رحمتہ اللہ علیہ کے محترم استاد ملا جیون رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادے نے "وجیز الصراط" میں، علامہ غلام سرور لاہوری نے خزینۃ الاصفیاء ج ا ص ۹۹ میں، شہزادہ دارالشکوہ نے "سفینۃ الاولیاء" ص ۷۲ میں حضرت شاہ ابوالمعالی علیہ الرحمتہ نے "تحفہ قادریہ" ص ۹۰ میں آپ کے عرس پاک گیارہویں شریف کے متعلق ثبوت پیش کئے ہیں۔

گیارہویں شریف کا ثبوت

بزرگانِ دین کی شہادتوں سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ گیارہویں شریف موجودہ دور کی ایجاد نہیں بلکہ اسلاف کا قدیم طریقہ ہے اور صالحین کی پسندیدہ چیز پر عمل کرنے کے متعلق نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشادِ گرامی موجود ہے۔

مَا رَاٰہُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَسَنًا فَھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ حَسَنٌ"

یعنی جس چیز کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ چیز اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔

کتب اصول میں ہے۔

اَلْمُسْتَحِبُ مَا اَحَبَّہُ الْعُلَمَاءُ

یعنی:۔ مستحب وہ ہے جسے علماء پسند کریں۔

چنانچہ زمانہ قدیم سے علماء کرام اور مشائخ عظام گیارہویں شریف کی تقریب کا اہتمام فرماتے رہے ہیں۔

گیارہویں شریف کی تقریب کے لوازمات:۔

گیارہویں شریف اعمالِ خیر کے مجموعہ کا نام ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ قرآن شریف کی تلاوت

۲۔ دُرود و سلام

۳۔ مجلس ذکر و فکر کا اہتمام

۴۔ ایصالِ ثواب بارواح اولیاء کرام بالخصوص پیرانِ پیر دستگیر شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۔ تقسیم شیرینی و طعام

یہ تمام اعمال اللہ پاک کے قُرب کا ذریعہ ہیں اور ان سے خیر و برکت حاصل ہوتی ہے ان میں سے ہر ہر عمل کی فضیلت قرآن پاک اور حدیث شریف سے ثابت ہے چنانچہ

۱۔ قرآن پاک پڑھنے والے کو ہر حرف پر دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔

۲۔ اسی طرح ایک بار درود شریف پڑھنے والے پر دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

۳۔ اور کلمہ طیبہ تو ساتوں آسمانوں اور زمینوں پر بھاری ہے جس کے ذکر کی بڑی فضیلت ہے۔ ذکر کے سبب اللہ تعالیٰ فرشتوں پر فخر کرتا ہے اور حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ذکر کے حلقے کو جنت کی کیاریاں فرماتے ہیں۔

۴۔ ایصالِ ثواب کی برکات بھی قرآن و حدیث سے ثابت ہیں۔چنانچہ قرآن و حدیث میں متعدد جگہ زندوں کی دعا اَمْوات کے لئے' پیغمبروں کی دعا اگلی پچھلی امتوں کے لئے' ملا ئکہ کی دعا اہلِ زمین کے لئے۔ اِس قدر متعدد طریقوں سے تلقین کی گئی ہیں کہ جن کے بعد کسی شک و شبہ کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی۔

ایصالِ ثواب:۔ایصالِ ثواب اور فاتحہ خوانی ایک مسنون طریقہ ہے جو حضورِ پاک سیدِ لولاک صلی اللّٰہ علیہ وٰالہٖ وسلم' صحابۂ کرام' بزرگانِ دین اور سلف صالحین سے ثابت ہے۔

چنانچہ صحیح بخاری شریف اور مسلم شریف میں اُمُ المومنین صدیقہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

○"ایک شخص نے حضورِ پاک صلی اللّٰہ علیہ وٰالہٖ وسلم سے عرض کی کہ میری ماں مرگئی اور میرا گمان ہے کہ اگر وہ کچھ بولتی تو صدقہ کرتی تو کیا اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو اسے پہنچے گا" ؟

اس پر حضورِ پاک صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وٰالہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:" ہاں"!

اِس حدیث شریف کے تحت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللّٰہ علیہ "لمعات" میں تحریر فرماتے ہیں۔ یہ حدیث شریف اس بات کا ثبوت ہے کہ میت کو صدقہ کا ثواب پہنچتا ہے اور اہل حق کا یہی مذہب ہے۔ اس کے علاوہ ملا علی قاری رحمتہ اللّٰہ علیہ نے اپنے فتاوٰیٰ میں یہ

حدیث شریف تفصیلی طور پر نقل فرمائی ہے۔

"قال کان ثالث...... ابراھیم"

ترجمہ:۔حضور پاک صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صاحبزادے حضرت سیدنا ابراہیم کی وفات کا تیسرا دن تھا کہ ابوذر رضی اللّٰہ عنہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ ان کے پاس سوکھے چھوہارے' اونٹنی کا دودھ اور جو کی روٹی تھی۔ ان چیزوں کو حضور کے سامنے رکھ دیا۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے ان پر ایک مرتبہ سورۃ فاتحہ اور تین بار سورۃ اخلاص پڑھی اور یہ دعا پڑھی۔

"اللھم صلی علی محمدا نت لھا اھل وھو لھا اھل"

پھر اپنے ہاتھ اٹھائے اور چہرہ مبارک پر پھیرے اس کے بعد حضرت ابوذر رضی اللّٰہ عنہ سے فرمایا کہ ان چیزوں کو تقسیم کر دو اور ان کا ثواب میرے فرزند ابراہیم کو پہنچے۔ (فتاویٰ الاوز جندی لملاعلی القاری الحنفی)

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ کھانے پر ختم پڑھ کر اس کو حاضرین میں تقسیم کرنا جائز بلکہ سُنّتِ رسولِ مقبول صلی اللّٰہ علیہ وسلم ہے۔ اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ختم کا ثواب ارواح کو پہنچتا ہے چنانچہ فاتحہ کا یہی طریقہ آج تک رائج ہے اور گیارھویں شریف میں بھی یہی ہوتا ہے کہ کچھ کھانا پکا کر اس پر قرآن شریف پڑھ کر اس کا ثواب حضور پاک صلی اللّٰہ علیہ وٰالہٖ وسلم کے وسیلہ سے حضرت غوثِ اعظم رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کی روح پاک کو پہنچایا جاتا ہے۔

اب ہم ایک ایسی ہستی کا فتویٰ نقل کرتے ہیں جو مولوی اشرف علی

تھانوی صاحب، مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب اور مولوی خلیل احمد
انبیٹھوی کے پیر و مرشد ہیں۔ یعنی حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ۔
آپ تحریر فرماتے ہیں۔

نفس ایصالِ ثواب بارواحِ اموات میں کسی کو کلام نہیں...... سلف
کی تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر مسکین کو کھلا دیا اور دل سے ایصالِ
ثواب کی نیت کر لی۔ متاخرین..... میں کسی کو خیال ہوا کہ جیسے نماز میں نیت
ہرچند دل سے کافی ہے۔ اسی طرح اگر یہاں زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا
اللہ اس کھانے کا ثواب فُلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے پھر کسی کو خیال
ہوا کہ لفظ اس کا مُشَارٌاِلَیہِ اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ اِستحضارِ قلب ہو کھانا
روبرو لانے لگے کسی کو یہ خیال ہوا کہ ایک دعا ہے اس کے ساتھ اگر کلام
الٰہی بھی پڑھا جائے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے اور اس کلام کا ثواب بھی
پہنچ جاوے گا کہ جمع ہیں بین العباد میں ہے ع چہ خوش بود کہ برآید بیک
کرشمہ دوکار" قرآن شریف کی بعض سورتیں بھی پڑھی جانے لگیں۔ ۔ ۔
۔ ۔ کسی نے خیال کیا کہ دعا کے لئے رفع یدین سُنّت ہے ہاتھ بھی اٹھانے
لگے۔ کسی نے خیال کیا کہ کھانا جو مسکین کو دیا جائے گا اس کے ساتھ پانی
دینا بھی مستحسن ہے۔ پانی پلانا بھی ثواب ہے۔ اس پانی کو بھی کھانے میں
ساتھ رکھ لیا پس یہ ہیت کزائیہ حاصل ہوگی...... اسی قسم کی مصلحتیں ہر امر
میں ہیں جن کی تفصیل طویل ہے۔ محض بطور نمونہ تھوڑا سا بیان کیا گیا۔
ذہین آدمی غور کر کے سمجھ سکتا ہے۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ)

احتیاط:۔ گیارہویں شریف سے روکنے والوں کو جب یہ سب
حقائق سمجھائے جاتے ہیں تو وہ یہ کہہ دیتے ہیں کہ جی ہم تو بس احتیاطاً منع
کر دیتے ہیں ایسے لوگوں کو شامی کی اس عبارت پر غور کرنا چاہیے۔

"لیس الا حتیا ط........ النص القطعی"

ترجمہ: احتیاط اس میں نہیں کہ کسی امر کو جس پر دلیل شرعی نہ
ہو حرام یا مکروہ کہہ دیا جائے یہ تو اللہ پاک پر اِفتراء ہے۔ بلکہ احتیاطاً اس
میں ہے کہ مباح کہا جائے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے خود رسولُ اللہ صلی
اللہ علیہ والہ وسلم نے باوجودیہ کہ آپ شارع تھے۔ شراب جیسی اُمُّ
الخبائث کو حرام فرمانے میں توقف فرمایا یہاں تک کہ حکمِ خدا آیا۔

"ولا تقولوا .... لا یفلحون" (القرآن پ ۱۴)

ترجمہ: "اور نہ کہو اسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی
ہیں۔ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ
ہوگا"

جس طرح آج کل بعض لوگ اپنی طرف سے حلال چیزوں کو حرام
بتا دیتے ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں بھی اسی طرح بعض لوگ اپنی طرف سے
بعض چیزوں کو حرام بعض کو حلال کر لیا کرتے تھے اور اس کی نسبت اللہ
پاک کی طرف کر دیا کرتے تھے ان کے اس فعل کی ممانعت میں یہ آیت
کریمہ نازل ہوئی۔

اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ قرآن و حدیث میں جس چیز کی برائی بھلائی

ثابت ہو وہ بری یا بھلی ہے اور جس کی نسبت کچھ ثبوت نہ ہو وہ ہمارے
لئے معاف اور جائز و مباح ہے اس کو بغیر کسی دلیل کے حرام گناہ اور
بدعت کہنا شریعت مطہرہ پر اِفتراء اور بُہتانِ عظیم ہے۔ مخالفین گیارہویں
شریف کو عبرت کے لئے بس یہی کافی ہے۔

نتیجہ:۔ حاصل یہ کہ گیارہویں شریف ایسا محبوب و مرغوب
فعل ہے جسے بے شمار علماءِ کرام اور صلحائے امت کرتے چلے آئے ہیں اور
اپنے معتقدین کو بھی اس کی ترغیب دیتے رہے ہیں۔ اگر یہ عمل خلافِ
سُنّت ہوتا تو ہرگز ہرگز یہ حضرات اس عمل میں حصہ نہ لیتے۔

مزید یہ کہ جن جلیل القدر علماء اور عظیم المرتبت صوفیائے نے اس پر
عمل کیا ہے۔ ان کے علم و فضل میں کسی کو کلام نہیں۔ آج کوئی شخص کتنا
ہی عالم و فاضل ہو جائے۔ ان کے شاگردوں کے شاگردوں میں بھی شامل
نہیں ہو سکتا۔ تو کیا وہ حضرات قرآن و سُنّت سے بے بہرہ تھے ؟ نہیں' ہرگز
نہیں بلکہ ان کے سینے اللہ تعالیٰ کی معرفت اور نورِ ایمانی سے روشن تھے۔ وہ
حضرات جَیّد عالم بھی تھے اور پورے پورے عامل بھی۔ چنانچہ گیارہویں
شریف جیسے محبوب عمل میں بھی ہمیں انہیں بزرگوں کی پیروی کرنی چاہئے۔

ایک خواب ایک حقیقت

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے تحریر کیا ہے کہ حضرت
مظہر جانِ جاناں رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں ایک وسیع
چبوترہ دیکھا جس پر بہت سے اولیاء اللہ حلقہ بنائے مراقبہ میں مشغول تھے

اور ان کے درمیان حضرت خواجہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ دو زانو بیٹھے تھے اور
حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ تکیہ لگائے تشریف فرما تھے آپ کی ذات
میں ماسوا اللہ سے بے نیازی اور فنائی اللہ کی کیفیات جلوہ گر تھیں۔ پھر یہ
سب حضرات اُٹھ کھڑے ہوئے اور ایک سَمت کو چل دیئے۔ میں نے
دریافت کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ تو ان میں سے کسی نے بتایا کہ امیرالمومنین علی
کرم اللہ وجہہ کے استقبال کے لئے جا رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ
وجہہ تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ ایک گلیم پوش بزرگ ننگے سر اور ننگے
پاؤں تھے۔ جن کے بال الجھے ہوئے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان
کا ہاتھ نہایت عزت و احترام سے اپنے ہاتھ میں تھام رکھا تھا۔ میں نے پوچھا
یہ کون ہیں۔ تو جواب ملا کہ یہ خیرالتابعین اُویسِ قَرنی رضی اللہ عنہ ہیں۔
اس کے بعد ایک حجرہ شریف نظر آیا جو نہایت ہی صاف شفاف تھا اور اس
کے اوپر نور کی بارش ہو رہی تھی یہ سب باکمال بزرگ اس میں داخل ہو
گئے۔ میں نے اس کے بارے میں معلوم کیا تو ایک شخص نے بتایا۔ آج
غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کا عرس مقدس (گیارہویں شریف) ہے۔ یہ
سب حضرات عرس پاک کی تقریب میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے
ہیں۔ (کلماتِ طیبات (فارسی) ص ۷۸)

طریقۂ فاتحہ گیارہویں شریف

طریقۂ فاتحہ گیارہویں شریف کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں احکامِ شریعت کے صفحہ ۲۴۴ پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

ہمارے خاندان کا معمول یہ ہے کہ سات بار دُرودِ غوثیہ' پھر ایک بار اَلْـحَـمْـد شریف وآیۃُ الکرسی' پھر سات بار سورۂ اخلاص پھر تین بار دُرودِ غوثیہ۔

دُرودِ غوثیہ یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اور فقیر اتنا زائد کرتا ہے وَعَلٰى اٰلِهِ الْكِرَامِ وَابْنِهِ الْكَرِيْمِ وَاُمَّتِهِ الْكَرِيْمِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ۔